بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إيضاح الأدلة
لِجَوَازِ مَا اُهِلّ

حضرت مولانا مفتی محمد حسین شوقؔ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لَاھَلِه والصّلوٰۃ لا ھلھا۔ اما بعد

دراصل یہ گفتگو جو حضرت قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا مولوی احمد خان صاحب (آف کھولہ) بانیء خانقاہ سراجیہ کے درمیان ہوئی، اور اس کے اندر مولانا انور شاہ صاحب کشمیری شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ دیو بند اور مولوی فضل کریم بندیالوی کے درمیان ہوئی، سلکِ تحریر میں لائی گئی ہے۔ جو آیت کریمہ **وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیۡرِ اللّٰهِ** کی صحیح تفسیر کی وضاحت کرتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن فقیر نور حسین صاحب قریشی ساکن ڈنگ برد اللہ مضجعہ کے ہاں مہمان تھا۔ ایک آدمی اتفاقاً آ گیا جو حضرت مولانا احمد خان صاحب کا مرید تھا۔ اس سے کسی نے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ تو اس نے جواباً کہا کہ میں حضرت میاں نور محمد صاحب گھنجیرا کی خانقاہ پر جا رہا ہوں تا کہ وہاں سے بکرا خرید لاؤں۔ کل آپ کے کچھ مہمان آنے والے ہیں۔ میں نے کہا کہ شیخ معاصر جنہیں مولوی حسین علی قیوم زماں کے لفظ سے پکارتا ہے۔

پہلے تو خانقاہوں کے بکرے نہ کھاتے تھے۔ کیا اب کھانے لگے ہیں؟

اس نے جواباً کہا کہ وہاں ریوڑ میں میرے حضرت کا اپنا بکرا موجود ہے، مجھے اس کے لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اپنے حضرت کو میری طرف سے ''السلام علیکم'' کہنا۔ میں کل ان شاء اللہ وہاں ایک دو مسئلوں کی تحقیق کی لئے حاضر ہوں گا۔

میری اور حضرت مولانا احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت بے تکلفی تھی۔ کیونکہ ان کا بڑا لڑکا محمد معصوم صاحب میرا شاگرد تھا اور واقعی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ منصف

مزاج اور بے نفس ہستی تھے۔ آپ کتابوں کے عاشق تھے۔ کوئی قیمتی کتاب جہاں بھی ملتی، خرید لیتے تھے۔ آپ کے پاس بے نظیر کتب خانہ جمع ہو گیا تھا جس کی مثال پنجاب میں تو ملنی مشکل ہے۔ اس لیے اکثر علماء مطالعہ اور تحقیقی مسائل کے لیے وہاں جاتے تھے اور مستفید ہوتے تھے۔

چنانچہ میں دوسرے دن وہاں پہنچ گیا۔ آپ نمازِ عصر سے فارغ ہوئے تو میں نے التماس کی کہ غروبِ شمس کی حقیقت کیا ہے؟ اور اس کی علامات کیا ہیں؟ چونکہ آپ نماز کیلئے پابندیء اوقات کا خاص خیال رکھتے تھے اور میرے خیال میں مغرب کی نماز کی اذان عام لوگوں سے پہلے کہلواتے تھے۔ اس مسئلہ پر تھوڑی بحث ہوئی، میں نے عرض کیا کہ آپ نے سر السماء مولانا عبدالعزیز پرہاروی کی ملاحظہ فرمائی ہے جس میں صاحب موصوف نے مغرب کے وقت کے متعلق لکھا ہے کہ حدیث شریف میں تعجیلِ افطار کا حکم ہے نہ کہ تعجیل افساد کا۔ یعنی بعض لوگ اس حدیث شریف کو دلیل بنا کر روزہ قبل از وقت فاسد کر لیتے ہیں۔ فرمایا کہ کتب خانہ میں موجود تو ہے لیکن یہ تحقیق میری نظر سے نہیں گزری۔ پھر حضرت مولانا نے اس مسئلہ کو چھوڑ کر دوسرے مسئلہ جس کی تحقیق و تفتیش کیلئے میں وہاں گیا تھا، کی طرف توجہ فرمائی۔ شاید بطور کشف شیخ معاصرؒ نے معلوم کر لیا تھا کہ میرا مقصد یہی ہے۔ بلا پرسش فرمانے لگے کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ جلسہ میانوالی کے بعد میری دعوت پر تشریف لائے۔ (میانوالی میں یہ جلسہ مولوی حسین علی سکنہ واں بھچر ان نے اہلِ سنت والجماعت پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لیے بلایا تھا۔ لیکن ؏ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ......مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے سنیوں کو فتوئ کفر سے نہ نوازا جس پر مولوی حسین علی صاحب کچھ ایسے دل برداشتہ ہوئے کہ شیخ الحدیث کو واپسی کے کرائے سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔

حضرت شیخ معاصرؒ نے فرمایا کہ مولوی فضل کریم بندیالوی نے جو سایہ کی طرح شیخ الحدیث پر مسلط تھے، دریافت کیا کہ جو جانور لوگ خانقاہوں پر آکر چھوڑتے ہیں یا ذبح کرتے ہیں اور وقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے، وہ حلال ہیں یا حرام؟ جو الفاظ مجھے یاد ہیں، میں نقل کرتا ہوں۔

شیخ الحدیث نے فرمایا کہ تعظیمِ قبورِ انبیاء عظام و اولیاء کرام ثابت ہے۔ یہ الفاظ آپ کے منہ میں تھے کہ مکبر نے عصر کی نماز کے لیے تکبیر شروع کردی۔

آخرالامر نماز ختم کر لینے کے بعد مولوی فضل کریم نے پھر اپنا سوال دہرایا۔ (شیخ معاصرؒ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جن چھوڑے بھوت چھوڑے مولوی فضل کریم کہاں چھوڑے) تو شیخ الحدیث نے فرمایا کہ حلال ہیں، حرام نہیں ہیں۔ پہلے پہل یہ فتویٰ یعنی حرمت منذورۂ اولیاء حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے دیا ہے لیکن ان کے ان فتووں کو آپ کے معاصرین نے بھی تسلیم نہیں کیا اور حضرت شاہ صاحب کے خاندان والوں نے بھی تسلیم نہیں کیا۔ پھر آپ نے شاہ صاحب موصوف کے فتویٰ پر ایک اعتراض ذکر فرمایا جو عقدۂ لاینحل ہے، فرمایا کہ جس وقت اس جانور پر کسی ولی یا پیغمبر کا نام لیا گیا تو وہ جانور حرام ہو گیا۔ **کلحم الخنزیر**۔ اس کا کھانا ناجائز ہو جاتا ہے۔ اور جب وہی ناذر اپنے اس قول سے تائب ہو جائے اور توبہ کے بعد اسی جانور کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ جانور حلال ہو جاتا ہے۔ (بعینہٖ یہی عقیدہ مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کے مترجم قرآن کریم کے حاشیہ پر مذکور ہے، گویا ان کا مذہب بھی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے موافق تھا)۔

لیکن تعصب، ہٹ دھرمی اور مولویانہ ضد کو ایک منٹ کے لیے آپ ایک طرف رکھ دیں اور اس بات پر غور کریں کہ آیت محولہ کے یہ معنی نظمِ قرآنی کے بالکل خلاف وہ معجز نظام

نہیں رہے گی۔

کیونکہ آیت شریف **إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰه** یہ میں چار چیزیں مذکور ہیں اور چاروں کی حرمت یکساں ہے، چاروں ابدی حرام ہیں، چاروں چیزیں عندالجمہور ایک ہر سلک میں منسلک ہیں اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے مذہب پر ایک چیز گاہے حلال ہے اور گاہے حرام ہے۔ یعنی تین پہلی چیزوں کے متعلق اگر آپ ہزار بار عقیدہ بدل لیں تو بھی وہ حلال نہیں ہو سکتیں لیکن آخری چیز قرآن کریم نے وہ ذکر فرمائی ہے جو کبھی حرام ہوتی ہے اور کبھی حلال ہو جاتی ہے۔ تو قرآن کریم نے اس کا ذکر علیحدہ فرمانا تھا۔ یا اس کے متعلق تفصیل معہود کا اشارہ کرنا لازم تھا بصورت موجودہ اس غلط عقیدہ سے نظمِ قرآن باقی نہیں رہتی جو جمہور علماء اسلام کے نزدیک لازم اور اجماعی ہے۔ **فتاملوا حق التامل** احکام القرآن میں علامہ جصاص رازی نے اس آیت کی جو تفسیر فرمائی ہے اس کے مطابق بھی ان چاروں چیزوں کا ایک ہی درجہ ہے یعنی یہ سب ابدی حرام ہیں۔ باقی یہ خیال کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولانا محمود الحسن صاحب بہت بڑے آدمی ہیں۔ اُن سے غلطی نہیں ہو سکتی، یہ سب سے بڑی غلطی ہے۔ مولانا مولوی عبدالحی لکھنوی سُبع عرض شعیرہ میں علامہ برجندی استاذ العلومِ ریاضیہ کے متعلق فرماتے ہیں: **ولقد صدق من قال لکل فارس کبوۃ ولکل سیف نبوۃ۔** یہ اہلِ عرب کا مشہور مقولہ ہے۔ حضرت شیخ الحدیث کشمیریؒ نے جو مختصر چار جملے فرمائے ہیں، ہزاروں بڑی بڑی کتابوں پر بھاری ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب فیض الباری شرح صحیح بخاری میں بھی یہی لکھا ہے کہ بقرات منذورہ حلال ہیں۔ **ھکذا فی مشکلات القرآن وغیرھم۔** جب شیخ معاصرؒ نے کشمیری صاحبؒ کی تقریر کا پہلا جملہ نقل فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ تفسیر احمد والے ملا جیون صاحب جو غازی عالمگیر اورنگ زیب کے استاذ

ہیں اور نور الانوار کے مصنف بھی جو یقیناً شاہ عبدالعزیز صاحب سے پہلے ہوئے ہیں، انہوں نے بھی منذورۂ اولیاء کو حلال طیب لکھا ہے جب ان پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ مولانا احمد خاں صاحب نے میرے اس خیال کی تائید فرمائی۔

میں کہتا ہوں کہ حرمت کا فتویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب سے پہلے کسی صاحبِ علم نے نہیں دیا۔ میں نے عرض کیا شیخ الحدیث کشمیریؒ کا فرمان کہ اس فتویٰ کو شاہ صاحب کے اہلِ خاندان نے بھی تسلیم نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ میں حضرت مولوی عبدالحکیم صاحب مصنف شرح الشرح جو محدث دہلوی کے ہم زماں ہوئے ہیں، انہوں نے تو حضرت شاہ صاحب سے اس مسئلہ میں تحریری مناظرے بھی کیے ہیں لیکن اہلِ خاندان سے کون کون حضرات مراد ہیں۔ آپ نے فرمایا میں آپ کے سامنے صرف شیخ الحدیث کے وہ الفاظ نقل کررہا ہوں جو میں نے اپنے کانوں سے سنے ہیں۔ یہ تفصیل میں نے بھی اس وقت نہیں پوچھی اور نہ مولوی فضل کریم کو اس کے پوچھنے کی جرات ہوئی ہے کہ اہلِ خاندان سے کون مراد ہیں؟

''شاہ عبدالقادر صاحب یا شاہ رفیع الدین صاحب یا شاہ اسحاق صاحب رحمہم اللہ علیہم اجمعین (بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شاہ صاحب کے فتاویٰ اور تفسیر عزیزی میں جو یہ مسئلہ منقول ہے، یہ دوسوسات میں سے ہے اور غالباً اس کے مجرم شاہ اسماعیل قتیل ہیں جو حضرت رسالت پناہ صلوٰت اللہ علیہ والسلام کی دربار میں سخت جری اور گستاخ ہیں۔'' یہ الفاظ حضرت شیخ معاصرؒ کے ہیں۔ میں نے انہیں بعینہٖ نقل کردیا ورنہ میں تو اسے کفر بواح کا مرتکب سمجھتا ہوں اگر اس کا خاتمہ انہی عقائد پر ہے جو اس کی کتب میں تحریر ہیں۔ اعاذنا اللہ منہٗ۔ میرے خیال میں ان حضرات کا یہ حسنِ ظن بالکل غلط ہے کیونکہ مولوی عبدالحکیم صاحب ملتانی اور محدث دہلویؒ کے درمیان جو تحریری مناظرہ ہوا تھا، وہ تحریری طور پر موجود ہے جس کا ترجمہ مولوی خرم علی شارح درالمختار نے لکھا ہے، وہ شاہد عدل ہے۔ سچ ہے **لکل**

فارس کبوۃ ولکل سیف نبوۃ یعنی بڑے سے بڑے شاہ سوار سے بھی لغزش ہوجاتی ہے اور اکثر تلواریں اچک بھی جاتی ہیں۔

اس مسئلہ کی سورش ۱۲۳۳ھ میں بکثرت تھی کیونکہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے برادر شاہ زادہ اسمٰعیل دہلوی اور علامہ ابن عابدین شامی اور شیخ النجد ابن عبدالوہاب نجدی بانی عقیدہ فاسدہ ہم زمان ہیں۔اس اتحادِ زمانی کو علامہ شامی نے بھی ذکر فرمایا ہے اور انور شاہ صاحب نے بھی فیض الباری کتاب العلم میں تسلیم کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ عبدالوہاب نجدی علامہ شامی سے افقہ ہے لیکن حدیث شد الرحال کی تفصیل میں اس کی مذمت بھی کی ہے۔

علامہ شامی نے باب البغاۃ میں جن الفاظ میں ابن عبدالوہاب مذکور کے عقائد کا ذکر فرمایا ہے، وہ ہر اہلِ علم پر واضح ہیں۔مولوی عبدالحکیم صاحب ملتانی نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ وہ جانور جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے، اللہ تعالیٰ انہیں حلال طیب فرما رہے ہیں۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جائے۔ باتفاق الفقہا و منصوصاتِ قرآنِ کریم اور منذورات اولیاء کیوں حرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **مَا جَعَلَ ٱللَّهُ مِنۢ بَحِيرَةٍ وَلَا سَآئِبَةٍ ، الے عَلَى اللّٰہِ الْکَذِبَ اور ایضاً فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَيْهِ** بحسبِ اطلاق وہ سب آٹھ قسمیں جو **غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ** تک آیتِ کریمہ میں مذکور ہیں، جو شخص منذورۂ اصنام اور منذورۂ اولیاء میں فرق کرتا ہے، اس سے ہم مواخذہ بالنقل من المتقد مین کر سکتے ہیں۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ وَهٰذا مِنْ خرط التقاد۔

طرفہ تماشہ یہ ہے کہ یہی گوسفند نذر کرنے سے پہلے اُن آٹھ چیزوں میں سے تھا اور نذر کرنے کے بعد وہ خنزیر ہوگیا اور توبہ ءناذر کے بعد پھر فوراً حلال ہوگیا یا للعجب

ع انقلابات ہیں زمانے کے

میں نے شیخ معاصرؒ سے دورانِ تقریر دریافت کیا کہ گئوشالہ سے خریدی گئی گائے جو یقیناً منذورۂ اصنام ہوتی ہے، قربانی کے لیے خرید کر ذبح کی جائے تو کیا قربانی جائز ہوگی یا نہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ جائز ہے۔

ولَقَدْ صَدق۔

فائدہ عظیمہ۔ نذر کا معنی عبادت نہیں اگرچہ شامی اور ابن تیمیہ بھی کہہ دیں کیونکہ حدیث **لَا تَنْذُرُو** اس کے مخالف ہے۔ لہٰذا یہ قولِ مردود ہوگا بلکہ نذر کا معنی صدقہ، خیرات، نیاز وغیرہ ہوگا۔ عوام کو اس کا صحیح تلفظ سکھانا چاہیے جیسا کہ زبان زدِ عام ہے۔ نذر اللہ نیازِ حسین۔ یعنی یہ چیز اللہ تعالیٰ کی نذر ہے اور اس کا ثواب حضرت امام حسینؑ کی روح پر۔ فتوح کے لیے اور یہی تمام عوام کا مقصودِ دلی ہوتا ہے لیکن جہالت کی وجہ سے وہ اس کا تلفظ صحیح ادا نہیں کرتے، ہر شخص اسے صدقہ خدا کے لیے اور ثواب فلاں شخص کے لیے سمجھتا ہے۔

ویسے اگر موحد کہے کہ یہ "فقیر کی منت" ہے تو یہ مجاز بالحذف ہوگا اور مجاز کا انکار علمِ معانی کا انکار ہے۔ آپ نے نہیں پڑھا **انبت الربیع البقل** اگر موحد کہے تو ہرگز کفر نہیں ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ سبزی پیدا تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے لیکن اس کا ظاہری سبب موسم ربیع ہے۔ چونکہ دنیا عالمِ اسباب ہے اور سبب کا انکار مکابرہ ہے (مجموعہ عثمانی)

اگر کوئی شخص کسی بیمار کی تسلی کے لیے کہہ دے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفا دے گا تو وہابی تڑپ اٹھتا ہے اور وہ **فاغناھم اللّٰہ و رسولہ** آیت قرآنی کا لحاظ نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا** (الحدیث) یعنی ہماری زمین کی مٹی اور ہم میں سے بعض کی تھوک بیماروں کو شفا عطا

کرتی ہے۔ کہا گیا قرآن شفاء ہے، نافع ضار اللہ تعالیٰ ہے، گل بنفشہ نافع ہے، سم الفاء ضار ہے، بادِ صبا نافع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور دبور نافع ہے، قوم ہود کے لیے اور ضار ہے عاد کے لیے۔ یہ سب مجازی نسبتیں ہیں۔ ہاں بالذات نافع وضاء اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ باقی یہ سب اسباب ہیں۔ مولوی عبدالعزیز پرہاروی ''ایمانِ کامل'' میں لکھتے ہیں: علمِ نجوم کے قواعد کے ماتحت زہرہ نافع اور مریخ ضار ہے۔ **مطرنابتوءکذا** حدیث حدیبیہ کے متعلق علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان منازل کو بالاستقلال مفید سمجھتا ہے تو وہ کفر ہے ورنہ نہیں۔

فصلِ دوم

شیخ معاصر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الحدیث کی تقریر ختم کی تو فرمایا کہ ان الفاظ کے سننے کے بعد میرے تمام شکوک واوہام مندفع ہو گئے مگر چند متزلزل اوہام باقی تھے لیکن علامہ جصاص رازی کی تفسیر دیکھنے کے بعد سب اوہام فنا ہو گئے۔

ملاحظہ ہو:

كان امام الحنيفة فى عصرهٖ وكان على طريق الكرخى فى الورع والزهد قال صاحب القاموس فى طبقاته اليه انتهت رياسة الاصحاب قال الخطيب هو امام اصحاب ابى حنيفة فى وقته وكان مشهور ابالزهد وذكر محمد بن عبدالباقى الزرقانى شارح مواهب لدنيه الامام الحافظ النيشاپورى من الائمة الحنيفة قال ابن عقدة كان من حفاظ سنة خمس عشرة وثلث مائة و جعله بعضهم من اصحاب التخريج الذين لايقدرون على الاجتهاد اصلالٰكنهم لاحاطتهم بالاصول يقدرون على تفسير قول المجمل ذى وجهين وتعقبه بعض الفضلاء بانه ظلم فى حقه و تنزيل عن محله و من تتبع تصانيفه واقوال المنقولة من علم ان الذين عدهم من المجتهدين كالشمس الائمة الحلوائى وغيره كلهم عيال عليه فهوا حق ان يجعل من المجتهدين فى المذهب۔

شیخ معاصرؒ کے دل میں اوہام باقی رہنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ شاید یہ مسئلہ منذورۃ اولیاء مختلف فیھا بین المذاہب ہو اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے امام اعظمؒ کے قول پر

عمل کیا ہو اور شیخ الحدیث امام یوسفؒ کا مذہب لے رہے ہوں لیکن جب تفسیر امام جصاص کو ملاحظہ فرمایا تو اس کو لکھا تھا کہ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں میں اجماعی ہے۔ کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔ تو آپ کے تمام اوہام زائل ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ توفیقہ و تدقیقہ

اور فرمایا کہ چلو آپ کو تفسیر دکھلائیں۔ چنانچہ مسجد سے اٹھ کر کتب خانہ میں آ گئے۔ اپنے ہاتھ سے تفسیر احکام القرآن نکالی اور یہ عبارت پڑھی: **إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ ولا خلاف بين المسلمين ان المراد به الذبيحة اذا اهل به لِغَيْرِ اللّٰهَ عند الذبح فمن الناس يزعم ان المراد بذلک ذبائح عبدة الاوثان الذين كانوا يذبحون لاوثانهم كقوله تعالیٰ وما ذبح على النصب**[1] ......یعنی آیت کریمہ میں جس کی حرمت کا حکم فرمایا گیا ہے، وہ جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لینا ہے جیسا کہ وہ لوگ باسم اللات والعزیٰ کہتے تھے۔ میں کہتا ہوں جب آپ کلام الٰہی میں **عطف الميتة والدم** اور **حصر الا ما اهل به** کی طرف دھیان کریں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اہلال سے مراد وقت الذبح ہے باجماع المسلمین اور مفسر کی تقید عند الذبح باجماع المسلمین کا مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ذبیحہ کو تم پر حرام نہیں فرمایا مگر جس وقت اس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے۔ **عند الذبح لادائما** گویا یہ قید منصوص القرآن ہے۔ یہ ترجمہ ہے جملہ مستثنیٰ منہ منفی کا جو ہر سہ صورت حلال پر مشتمل ہے۔ یعنی

(۱) ذبح سے پہلے غیر اللہ کا نام لینا۔

(۲) یا ذبح کر لینے کے بعد غیر اللہ کا نام لینا۔

(۳) یا ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا۔ یہ تینوں صورتوں میں جانور حلال ہوگا۔

۱۔ (تفسیر احکام القران۔ جلد 1 ص 125)

بالاجماع۔

سوال:

اثباتِ حرمت ذبیحہ مذکورہ کے لیے جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے، منطوق القرآن اور عبارت النص ہے لیکن جو دو قسمیں آپ نے بیان کی ہیں، ایک قبل الذبح اس پر غیر اللہ کا نام پکارنا...... دوم، بعد الذبح غیر اللہ کا نام لینا۔ یہ مفہوم مخالف کے طور پر آیت سے سمجھ آتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف نصوص میں غیر معتبر ہے۔ جواب **کلا فلاور بک** یہ مفہوم مخالف نہیں ہے بلکہ مدلول نص ہے۔ یعنی ترجمہ ہے جملی مستثنیٰ منہ منفی کا جس طرح حرمتِ ذبیحہ ترجمہ ہے مستثنیٰ مثبت صریح کا جو مقصود بالذات ہے کیونکہ **انما** میں دو جزو ہیں۔ ایک حرمت مثبت، دوم منفی اے عدم حرمت جو عبارت ہے حلت سے اور یہ دونوں جزو **مدلول النص منطوق الحصر** ہیں اور حصر اضافی ہے بانسبتہٖ **الیٰ قوله تعالیٰ ماجعل اللّٰه من بَحِيْرة ولا سائبة**۔ ایک اثبات حرمتِ ذبیحہ بالاجماع جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے، دوم نفی حرمت ذبیحہ جو مدلول صریح لفظ **انما حرم** ہے۔ جو عبارت ہے حلت سے اور کلام مین اثبات ہو یا نفی قید اخیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ **لما تقرر فی مقره اے مطول و قانون شیخ عبدالقاهر تکمله** مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی۔ حواشی قل احمد۔ مرید غوث۔ اسد اللہ۔ عبدالرحمٰن۔ غلام محمود۔

لہٰذا **حرمت ذبیحه مثبته مقصوده بلفظ حصر بالاجماع راجع طرف وقت الذبح** ہوگی جو جزاء خیر ہے اور جزو اول حصر جو حرمت منفیہ صریحہ متصلہ بلفظ **انما** ہے۔

اے لا ما اهل به قبل الذبح ولا ما اهل به بعد الذبح جو مدلول نص صریح ہے اور یہ منظر اچھی طرح منطق کی اس مثال سے ظاہر ہے۔ **انما ینخسف القمر اذا حالت**

الارض بینه و بین الشمس لا دائما۔ اے لا ینخسف القمر قبل زمان الحیلولة ولا بعد الزمان الحیلولة۔

پس مفسر کی کلام کا معنی جو درحقیقت جمہور مفسرین کا مسلک ہے، کیونکہ ان سب نے اخیری جزو کا ذکر کیا ہے، جو مقصودی تھی اور پہلی جزو کا ذکر نہیں کیا جو صراحتہً ظاہر تھی۔ بوجہ **انما** کے ساتھ متصل ہونے کے گویا یہ قضیہ وقتیہ ہوا بالا جماع مرکب از منصوص جزو اول اور جزو دوم جو اجماعی ہے۔ **علی ماھو القانون المشھور** ملاحظہ ہو جلالین۔ **وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ**[1]

سابقہ منطقی مثال میں اس طرح کہنا چاہیے۔

ما اظلم اللّٰہ القمر الا اذا حالت الارض بینه و بین الشمس و ما اظلم اللّٰہ القمر بعد زمان الحیلولة بینه و بین الشمس اے وقت الاینجلاء۔ اس وقت حرف استثناء جزو اخیر پر جو قید ہے، داخل ہوگا۔ **بناء علی ھذا التحقیق** جب حرمتِ ذبیحہ مذکورہ بالا جماع محصور ہوئی عند الذبح پر تو باقی تمام صورتیں یعنی نفی حرمت جو صریحاً متصل بلفظ **انما** کی پہلی جزو ہے، قطعاً مندرج حلت ہوگی بالنص اور یہی مذہب حضرت شیخ الحدیث کشمیریؒ کا ہے اور محدث دہلوی اور اس کے متبعین کا قول بحرمتِ ذبیحہ مخالف اجماع ہوگا۔ بلکہ جزو اول کے لحاظ سے مخالف نصِ قرآن ہوگا۔ یہی مقصود مفسر احکام القرآن کا ہے اور اسی وجہ سے اسے شیخ معاصر نے پسند فرمایا ہے۔

اور مولوی عبداللہ صاحب خلیفہ اول مولوی احمد خاں صاحب نے بھی میری طرف خط میں یہی لکھا کہ عام تفاسیر میں یہی معنی درج ہیں۔ جس سے اجماع انفرادی بالاستقراء لازم آتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ فرق کوئی نہیں۔

---

[1]۔ (جلالین۔ ج1 ص64)

جب تمام مفسرین تصریح فرما رہے ہیں کہ **وَمَا اُهِلَّ بِهِ** سے مراد وقت الذبح ہے تو حرمت محصورہ وقت الذبح پر ہوگی اور باقی تین صورتیں حلت کی ہوں گی۔ **کما حقیقة مرارا سابقا**۔ تو یہ حکم اجماع بالاستقراء ہوگا۔ صاحب احکام القرآن کے نزدیک فرماتے ہیں: **لا خلاف بین المسلمین** ۔"لا" نفی جنس کا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ چاروں مذاہب اہلِ سنت اس ذبیحہ کی حلت پر متفق ہوں گے بلکہ اس اجماع میں داؤد ظاہری اور علامہ طبری بھی داخل ہوں گے۔ ترجمہ شیخ سعدیؒ و تفسیر حسینی و تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس، جلالین، خان معالم التنزیل، طبری، امام نظام، تفسیر کبیر، کشاف۔[1]

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

---

[1] ۔(معالم التنزیل ج1 ص119 / طبری ج2 ص48 / امام نظام ج2 ص102 / تفسیر کبیر۔ ج2 ص84 / کشاف۔ ج1 ص244)